AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

An Analytical Study of Contemporary Issues of Wages for Guardianship in the Light of the Opinions of the Four Imams

کفالہ پر اجرت کے عصری مسائل کا ائمہ اربعہ کی آراء کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Waseem Arif
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawal pur
Email: muhammadwaseemarif17@gmail.com
Dr Muhammad Sohaib jameel
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawal pur
Email: sohaib.jameel@iub.edu.pk

Abstract

This research presents an analytical study of contemporary issues concerning *wages for guardianship (ujrah al-wilayah)* in the light of the opinions of the four major Imams — Abu Hanifah, Malik, al-Shafi'i, and Ahmad ibn Hanbal. The study explores the classical jurisprudential foundations of guardianship in Islamic law, its types, and the conditions under which compensation or wages may be lawfully received. It then examines the application of these principles to modern contexts such as legal guardianship, custodianship of minors and orphans, and institutional guardianship within Islamic financial and social welfare systems. Through a comparative analysis of the classical juristic positions and contemporary fiqh academies' resolutions, the study aims to harmonize traditional rulings with the socio-economic realities of the modern age. The findings reveal that while classical jurists generally discouraged monetary gain from guardianship due to its fiduciary and moral nature, contemporary scholars allow wages under specific conditions of necessity, institutional management, and professional service — provided that justice, transparency, and Sharia compliance are maintained.

Keywords: Wages for Guardianship, Ujrah al-Wilayah, Islamic Jurisprudence, Four Imams, Fiqh al-Mu'amalat, Guardianship of Orphans, Contemporary Fiqh, Islamic Law and Ethics, Comparative Jurisprudence, Legal Guardianship in Islam.

موضوع کا تعارف

کفالت کا موضوع اسلامی فقہِ معاملات اور جدید اسلامی مالیات (Islamic Finance) دونوں میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ انسانی ضروریات اور جدید دور کے نت نئے تقاضے اسکی اہمیت میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں موجودہ دور میں جب معاشی معاملات اور لین دین کی

صورتیں بدل چکی ہیں وہاں پر اہل اسلام کو بنیادی اور شرعی اصولوں سے واقفیت کا شعور پیدا کرنا اور متعلقہ مسائل کے حل کیلئے دین اسلام کی تعلیمات کو عوام الناس کیلئے آسان اور قابل عمل صورتوں کو ائمہ فقہاء کی تحقیقات کی روشنی میں بیان کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ شرعی دلائل کی روشنی متناسب حل تلاش کیا جاسکے اور جدید معاشی مسائل میں جہاں اسکے بغیر چارہ کار نہ ہو وہاں پر راہنمائی کی جاسکے اور فقہ العام کی ترویج کے ذریعہ سے مروجہ غیر شرعی معاملات کا تدارک اور حلال و جائز صورتوں کو نافذ کیا جاسکے ان مروجہ معاملات میں سے کفالہ بھی ہے جو ایک ایسا معاہدہ ہے جو معاشی سرگرمیوں میں اعتماد اور اطمینان کو فروغ دیتا ہے، اور قرض دہندگان کے مالی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ تاکہ معاملات زندگی کو آسان اور بہتر انداز میں چلایا جاسکے شریعت محمدی ﷺ نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اسکی اجازت دی ہے اس کی گہرائی میں جانے کے لیے، سب سے پہلے اس کے لغوی اور شرعی مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔

لغوی معنی و مفہوم

عربی لغت میں کفالت (Kafalah) کا لفظ "كَفَلَ (Kafala) " سے ماخوذ ہے، جس کے بنیادی معنی ذمہ داری اٹھانے، شامل ہونے، یا کسی شے کی حفاظت کرنے کے ہیں۔[1] جب کوئی شخص کسی دوسرے کا کفیل بنتا ہے تو وہ درحقیقت اسکے معاملہ کی ذمہ داری اپنے سر لینے کا اعلان کرتا ہے۔ قرآنی تناظر میں بھی اگر دیکھا جائے تو کفالہ ذمہ داری اور حفاظت کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے، جیسا کہ سورۃ آل عمران میں حضرت زکریا علیہ السلام کے حضرت مریم علیہا السلام کے معاملہ میں بھی کفالت کے ذکر میں ذمہ داری کے معنیٰ ہی مراد لیا گیا ہے

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا:

(وَكَفَلَهَا زَكَرِيَّا)[2]

ترجمہ:

اسی طرح دوسرے مقام پر، سورۃ یوسف میں بھی ضمانت دینے والے کے لیے لفظ "زعیم" استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ[3]

ترجمہ:

یہاں پر بھی زعیم کا مطلب ضامن یا کفیل ہی لیا گیا ہے اس اعتبار سے کفالہ کا لغوی معنیٰ کسی کی حفاظت یا ذمہ داری لینا ہی متصور کیا جائے گا۔

فقہی اصطلاح میں کفالت کی جامع تعریف

فقہی اصطلاح میں کفالہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے: **هي ضم الذمة إلى الذمة في المطالبة**[4]

کفالت ایک ایسا عقد (Contract) ہے جس میں ایک فریق (جسے کفیل کہا جاتا ہے) کسی دوسرے فریق (مکفول لہ، یعنی قرض خواہ یا حق دار) کے لیے کسی تیسرے فریق (مکفول عنہ، یعنی مدیون یا ذمہ دار) کے ذمے حق کی ادائیگی جو کہ درحقیقت اسی پر لازم تھی کا ذمہ دار بنتا ہے یا اگر وہ حاضر نہ ہوا تو اسکو حاضر کرنے کا ضامن بھی اپنے آپ کو ٹھہراتا ہے۔

لغوی اصطلاحی تعریف ذکر کرنے کے بعد ائمہ فقہاء کے نزدیک کفالہ تعارف و تجزیہ پیش کیا جاتا ہے

فقہائے احناف کے ہاں کفالہ

فقہائے احناف کفالت کو "ضم الذمة الی الذمة" (ایک ذمہ داری کو دوسری ذمہ داری سے ملانا) سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس تعریف کے تحت، کفیل کی ذمہ داری اصل مدیون کی ذمہ داری کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے، یعنی مدیون بھی ذمہ دار رہتا ہے اور کفیل بھی ذمہ دار بن جاتا ہے، اب قرض خواہ دونوں میں سے جس سے بھی مطالبہ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔[5]

جمہور کی تعریف

جمہور فقہاء (مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ) عقد کفالہ کو زیادہ تر ذمہ داری کا محض التزام (Commitment) قرار دیتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

وَالكَفَالَةُ عَقْدُ تَبَرُّعٍ، لِأَنَّهَا التِزَامُ مَالٍ أَوْ نَفْسٍ غَيْرِ مُسْتَحَقَّةٍ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ عِوَضٍ3.[6]

ترجمہ: کفالت تبرع کا عقد ہے، کیونکہ اس میں انسان اپنے ذمے ایسا مال یا شخص لازم کرتا ہے جو اس پر واجب نہیں تھا، اور یہ بغیر کسی عوض کے ہوتا ہے۔

ان کے نزدیک یہ ایک محض تبرعی عقد ہے جو قرض خواہ کے حق کو پختہ کرنے کے مقصد کیلئے کیا جاتا ہے، فقہاء کرام کے درمیان کفالہ کی تعریف میں یہ فرق انکے فقہی مذاہب کے مابین مکفول عنہ کی ادائیگی پر قادر ہونے اور اس کی معرفت کی شرائط میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

کفالۃ، حوالہ، اور وکالہ میں بنیادی فرق

کفالۃ کا مفہوم واضح طور پر سمجھنے کیلئے اس سے ملتے جلتے شرعی عقود سے ممتاز کیا جانا ضروری ہے تاکہ مقصد تک باآسانی پہنچا جا سکے۔ ذیل میں ان عقود کی تفصیل انکی تعریفات کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے

چنانچہ علامہ کاسانی نقل کرتے ہیں:

الكفالةُ ضمُّ ذمةٍ إلى ذمةٍ في المطالبةِ بحقٍّ، فيكونُ المطالبُ بالحقِّ اثنين، وأما الحوالةُ فهي نقلُ الدَّينِ من ذمةٍ إلى ذمةٍ، فيسقطُ الدَّينُ عن الأولِ ويثبتُ على الثاني، وأما الضمانُ فاسمٌ يقعُ على الكفالةِ أيضاً، لأن الضامنَ والكفيلَ في معنى واحد[7]

❁ اردو ترجمہ:

کفالہ یہ ہے کہ ایک ذمہ کو دوسرے ذمہ کے ساتھ حق کے مطالبہ میں ملا دیا جائے، پس حق کا مطالبہ دو اشخاص سے کیا جا سکتا ہے۔

اور حوالہ یہ ہے کہ ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ پر قرض منتقل کر دیا جائے، تو پہلے شخص کا دین ساقط ہو جاتا ہے اور دوسرے پر واجب ٹھہرتا ہے۔[8]

اور ضمان (حوال) کفالہ کے معنی ہی میں آتا ہے، کیونکہ ضامن اور کفیل کا مفہوم ایک ہی ہے۔

کفالت (Kafalah) وضمان (Daman): اکثر فقہاء کے نزدیک بالخصوص مال کی ذمہ داری کے حوالے سے یہ دونوں اصطلاحات مترادف سمجھی جاتی ہیں۔ مگر بعض فقہاء احناف ان میں فرق کرتے ہیں کہ ضمان کو دراصل صرف مال کی ذمہ داری کے لیے ہی خاص کیا جاتا ہے، جبکہ کفالت کا اطلاق مال اور نفس (حاضری) دونوں کی ذمہ داری پر ہوتا ہے، جدید مالیاتی اصطلاح میں "گارنٹی" کے لیے ان دونوں الفاظ کو ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

حوالہ (Hawalah)

جبکہ حوالہ کا مفہوم (Transfer of Debt) کفالت سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ اگر دیکھا جائے تو حوالہ میں، مدیون کی ذمہ داری مکمل طور پر ایک نئے فریق (محال علیہ) پر منتقل ہو جاتی ہے، اور اصل مدیون ذمے داری سے بری ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس، کفالت میں کفیل کی ذمہ داری مدیون کی ذمہ داری کے ساتھ شامل ہوتی ہے، اور دونوں فریق مشترکہ طور پر ذمہ دار رہتے ہیں۔ قرض خواہ کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو وہ اصل مدیون سے مطالبہ کرے اور چاہے تو کفیل سے مطالبہ کرے۔

وکالہ (Agency)

وکالہ کسی کی طرف سے دی گئی ذمہ داری سرانجام دینے کا عقد ہے، جس شخص کو ذمہ داری سپرد کی جائے، وہ شرعی اصطلاح میں وکیل جبکہ ذمہ سپرد کرنے والے شخص کو موکل کہا جاتا ہے۔ وکیل کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو موکل کی طرف سے دیا گیا کام بطور تبرع سرانجام دے اور اسے کام کرنے سے پہلے اس ذمہ داری پر اجرت طے کرنے کا بھی حق ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَتْ إِحْدَىٰهُمَا يَٰٓأَبَتِ ٱسْتَـْٔجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ ٱسْتَـْٔجَرْتَ ٱلْقَوِيُّ ٱلْأَمِينُ [9]

ترجمہ: ان دو عورتوں میں سے ایک نے کہا: ابا جان! آپ ان کو اجرت پر کوئی کام دیدیجیے، آپ کسی سے اجرت پر کام لیں تو اس کے لیے بہترین شخص وہ ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانت دار بھی ہو۔

عقدِ کفالت کی مشروعیت اور اہمیت

عقد کفالت نہ صرف جائز بلکہ لوگوں کی معاشی و سماجی ضروریات میں تعاون کرنے کی وجہ سے شریعت کی نظر میں انتہائی مستحسن ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی عقد کفالت کی ذمہ داری سرانجام دی ہے۔ جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے عقد کفالت سرانجام دیا تھا۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک نمائندہ نے گمشدہ برتن کے تلاش میں کامیابی کی صورت میں انعام کی ذمہ داری اٹھائی تھی اور اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے، قرآن مجید میں اس کا مستحسن انداز میں ذکر اس کی تحسین کی عمدہ دلیل ہے۔ آیت مبارکہ ہے:

قَالُواْ نَفْقِدُ صُوَاعَ ٱلْمَلِكِ وَلِمَن جَآءَ بِهِۦ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا۠ بِهِۦ زَعِيمٌ [10]

نیز کفالت کے جواز کی سب سے مضبوط اور متفقہ دلیل سنت نبوی سے ملتی ہے۔ حضرت ابو قتادہؓ کی مشہور حدیث ہے، جس کے مطابق ایک شخص کا جنازہ لایا گیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا: جی ہاں، دو دینار۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے ادا کرنے کے لیے ترکہ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے نفی میں جواب دیا تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔ جب حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک مسلمان جناب رسول اللہ ﷺ کی برکت سے محروم ہو رہا ہے، تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کے قرض کا میں ضامن ہوں۔ آپ ﷺ نے یہ ضمانت قبول فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ [11]

کفالت کی اہمیت: معاشی استحکام اور سماجی تعاون میں کردار

کفیل کی طرف سے کسی شخص کے نفس و یا مال کی کفالت ایک عظیم احسان اور تبرع ہے۔ اس لیے کہ بہت سے متعاقدین کو باہم ایک دوسرے سے معاملہ کرتے ہوئے خوف دامن گیر رہتا ہے قرض دیتے ہوئے، دین کے عوض مبیع فروخت کرتے ہوئے اعتماد کی کمی کے مسائل کا سامنا ہوتا

ہے۔ کفیل ہی کی وجہ سے بہت سے عقود پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں، جو نہ صرف دو متعاقدین کے عقد کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ معاشرے میں تجارت کے پھیلاؤ اور معاشی ترقی کا سبب ہے۔

یہ قرض دہندہ کے اطمینان کا بھی ذریعہ ہے۔ قرض دہندگان کو یہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ اگر اصل مدیون ادائیگی سے قاصر رہا تو کفیل اس حق کو ادا کرے گا۔ یہ اطمینان تجارتی قرضوں، بڑے منصوبوں، اور بین الاقوامی تجارت میں مالی لین دین کو ممکن بناتا ہے۔

جیسا کہ سطور بالا میں بھی ذکر کیا گیا کہ کفالت ایک تبرع و احسان کا معاملہ ہے۔ بنیادی طور پر اس کی تشکیل بر و تقوی پر ہے۔ یہ ضرورت مند کی ضرورت میں اس کا ہاتھ بٹانے کا معاملہ ہے۔ یعنی در حقیقت یہ دنیاوی نفع لینے کا معاملہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی اصل حیثیت یہ ہے کہ ذمہ داری اٹھانے والا بغیر کسی معاوضے کے کسی دوسرے شخص کا بوجھ ہلکا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے ۔

کفالت کے بنیادی فلسفے کو سمجھنا نہایت اہم ہے۔ چونکہ کفالت کو شریعت نے احسان اور تبرع کا عقد قرار دیا ہے، لہٰذا اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیے کہ اس پر معاوضہ لینا شریعت کی نگاہ میں ناجائز ہو۔ اگر کفالت کو محض ایک تجارتی عقدِ معاوضہ (Exchange Contract) میں تبدیل کر دیا جائے، تو اس کی اصل روح ختم ہو جائے گی، پھر یہ تبرع سے نکل کر منافع کمانے کا ایک ذریعہ بن جائے گا، جو بالآخر سود قمار جیسی خرابیوں کو جنم دے گا۔

کفالت کے ارکانِ اربعہ کا مفصل جائزہ

ہر عقد کی طرح عقد کفالت میں بھی درج ذیل ارکان ہیں جن کی موجودگی ہی میں یہ عقد انعقاد پذیر ہو سکتا ہے:

- کفیل **(Guarantor):** وہ شخص جو ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ اس کا عاقل، بالغ اور مختار ہونا ضروری ہے۔
- مکفول لہ **(Creditor):** وہ فریق جس کے لیے کفالت کی جاتی ہے (قرض خواہ یا حق دار(۔
- مکفول عنہ **(Debtor/Asil):** وہ فریق جس کی طرف سے کفالت کی جاتی ہے (مدیون یا ذمہ دار۔
- مکفول بہ **(The Subject Matter):** وہ حق، مال، یا ذات جس کی ضمانت دی جا رہی ہے۔
- ایجاب و قبول **(Sighah):** عقد کو منعقد کرنے والے الفاظ۔ کفالت میں ایجاب (پیشکش) کفیل کی طرف سے اور قبول (منظوری) مکفول لہ (قرض خواہ) کی طرف سے ہوتا ہے ۔

مکفول لہ کی رضامندی کی شرط

سطورِ بالا میں عقد کفالت کی بنیادی ماہیت و حقیقت، دلائل جواز، اہمیت اور ارکان کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس موقع پر یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کفالت سے متعلقہ چند بنیادی مسائل کا مطالعہ کیا جائے۔ ان میں سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا عقد کفالت کے درست اور لازم ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کفیل شخص مکفول لہ کو جانتا ہو؟ اس سلسلہ میں جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ کفیل کے لیے مکفول لہ کو پہچاننا (معرفت) ضروری نہیں ہے۔ ان کی بنیادی دلیل حدیث ابو قتادہؓ ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ضامن سے یہ پوچھے بغیر کفالہ کو برقرار رکھا کہ وہ مکفول عنہ کو پہچانتے ہیں یا نہیں۔ ان فقہاء کے نزدیک ضمانت احسان کی طرح ہے، اور احسان کے لیے جان پہچان شرط نہیں ہوتی ۔

جبکہ اس مسئلہ میں حنفیہ اور بعض حنابلہ مختلف رائے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ان کی رائے کے مطابق مکفول لہ کا تعین اور اس کی رضا عقد کفالت کے انعقاد کے لیے شرط ہے۔ اس لیے کہ مکفول لہ کی عدم تعیین اُس مکفول لہ کی عدم رضا کو مستلزم ہے۔ جب تک مکفول لہ کو کفالت کا علم ہی نہیں ہو گا، تو اس کی رضا حاصل نہیں کی جا سکے گی۔ کفالت کے انعقاد کے لیے تمام فریقوں کو راضی ہونا ضروری ہے۔ مکفول لہ کفالت کا ایک اہم رکن

ہے۔ کفیل اور مکفول عنہ کی طرح مکفول لہ کی رضامندی بھی ضروری ہے۔ وہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسے کفیل کی کفالت پر اعتماد ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہی طالب ہے، طالب اور قرض خواہ کی رضامندی کے بغیر اُس پر کسی کفیل کی کفالت مسلط کرنا شرعی واخلاقی اعتبار سے غیر منطقی ہے۔ اس لیے یہ امر از حد لازم ہے کہ کفالت کے انعقاد کے لیے اہم فریق ور کن یعنی مکفول عنہ کی رضا ضروری ہے، جو کہ اس کی تعیین کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

عقد کفالت میں مکفول لہ کی رضامندی کا حکم

البتہ اگر مکفول عنہ مرحوم ہو، جیسا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی کفالت میں تھا،

حدیث مبارک میں ارشاد ہے:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضي الله عنه،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا، فَقَالَ:هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟قَالُوا: لاَفَصَلَّى عَلَيْهِ.ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟قَالُوا: نَعَمْ.قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُم فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ.فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. [12]

ترجمہ:

حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس پر نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ صحابہؓ نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھ دی۔ پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہؓ نے کہا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا)۔ اس پر حضرت ابو قتادہؓ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! میں اس کے قرض کا ضامن ہوں (میں اس کی کفالت کرتا ہوں)"۔ تو نبی ﷺ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھ دی۔

حدیث ابو قتادہ رضی اللہ میں واضح طور پر جناب رسول اللہ ﷺ جب جنازہ پڑنے سے انکار فرمایا تو حضرت ابو قتادہ نے اس کا قرض اپنے ذمہ لیا اور قرض کے ضامن و کفیل بن گئے اس حدیث

سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ کہ کفالت کے باب میں مکفول عنہ کی تعیین اور اس کی رضامندی ضروری نہیں، کیونکہ اس صورت میں مکفول لہ کے دین کی کسی حد تک حفاظت ہے، جبکہ مکفول عنہ کی رضامندی کی شرط لگانے میں اس کے قرض کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، کیونکہ اس کا مدیون وفات پا چکا ہے، اور اس کی وفات کے بعد ترکہ نہ ہونے کی صورت میں قرض کی بازیابی ممکن نہیں، سوائے اس کے کہ اس مرحوم کی طرف سے کوئی شخص کفیل بن جائے۔ اب اگر اس کفالت کے لیے مکفول عنہ کی تلاش و تعیین اور رضامندی کو شرط قرار دیا جائے تو بعض اوقات یہ لوگ موقع پر نہیں ملتے، اس لیے قرض ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے، چنانچہ قرض کی حفاظت کی وجہ سے اس صورت میں مکفول لہ کی رضامندی کو غیر ضروری قرار دیا گیا ہے۔

مکفول بہ کی اقسام

جس شے کی ذمہ داری اٹھائی جائے، اسے مکفول بہ کہا جاتا ہے۔ مکفول بہ کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں: کفالت بالمال، کفالت بالنفس، اور کفالت بالدَرَک۔

کفالت بالمال

یہ کفالت کی سب سے عام شکل ہے، جسے ضمان بالمال بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں کفیل کسی مدیون کی طرف سے قرض، مبیع کی قیمت (ثمن)، یا کسی نقصان کے عوض کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ یہ قسم جدید تجارتی بینک گارنٹیوں اور مالی ضمانتوں کی بنیاد ہے، جہاں ایک بینک کسی کمپنی کی طرف سے اس کے قرض یا ذمہ داری کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔

کفالت بالنفس

اس قسم میں کفیل، مدیون یا کسی ملزم کی ذات کی حاضری (Hudur) کی ضمانت لیتا ہے، نہ کہ مال کی۔ یہ عام طور پر عدالتوں یا قرض کی وصولی کے معاملات میں استعمال ہوتی ہے تاکہ مدیون کو ادائیگی کی تاریخ پر یا مقررہ وقت پر دست یاب کیا جا سکے۔ اگر کفیل مدیون کو حاضر نہ کر سکے تو وہ مکفول لہ کو معاوضہ ادا کرنے کا پابند ہو جاتا ہے۔

کفالت بالدرَک (ضمان عہدہ)

یہ کفالت بالخصوص بیع (خرید و فروخت) کے عقود میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر فروخت شدہ چیز میں کوئی عیب پایا گیا یا یہ معلوم ہوا کہ فروخت شدہ چیز کسی اور کی ملکیت تھی تو کفیل مبیع کی واپسی کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اسے ضمان الدرک کہا جاتا ہے۔

کفالت کی یہ تینوں قسمیں جائز اور لازم ہیں۔ لزوم سے مراد یہ ہے کہ ایک مرتبہ عقد صحیح شرائط کے ساتھ منعقد ہو جانے کے بعد کفیل یک طرفہ طور پر اپنی ذمہ داری سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا، ہاں البتہ اگر مکفول لہ کفیل کو کفالت سے بری کر دے، اور اس سے مطالبہ نہ کرنے کا اقرار کر لے تو اس صورت میں کفیل اپنی کفالت سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ یعنی کفالت کے عقد کے انعقاد کے بعد کفیل کے لیے ذمہ داری سے بری ہونے کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں: ایک یہ کہ جس شے کی ذمہ داری اٹھائی، اسے ادا کر دے۔ دوسری یہ کہ مکفول لہ اسے کفالت سے بری کر دے۔ لہذا یکطرفہ طور پر کفیل کے لیے اس ذمہ داری سے دستبردار ہونا معتبر نہیں ہے۔ اور تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ عقد کفالت، مکفول لہ کے حق میں منعقد ہونے کے بعد، کفیل کے لیے لازم (Binding) ہو جاتا ہے۔ کفیل کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ اس کفالت سے رجوع کرے یا اسے منسوخ کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفیل کی ذمہ داری اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کہ کفالت کا اختتام اس کے شرعی طریقوں سے نہ ہو جائے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ لزوم ہی کفالت کا مقصد ہے۔ کفالت کا بنیادی مقصد مکفول لہ (قرض خواہ) کے حق کو پختہ کرنا اور اس میں مزید اعتماد پیدا کرنا ہے۔ اگر کفیل کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ کسی بھی وقت ضمانت سے دست بردار ہو جائے، تو کفالت کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اور مکفول لہ کا حق خطرے میں پڑ جائے گا۔ اس لیے، کفالت کو لزوم کے اصول کے تحت لایا گیا ہے تاکہ یہ معاہدہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔

کفالت کا اختتام اور ساقط ہونے کی صورتیں

جیسا کہ سطور بالا میں مذکور ہوا کہ کفالت کی ذمہ داری مختلف وجوہات کی بنا پر کفیل سے ساقط (ختم) ہو جاتی ہے:

ادائیگی :(Payment) جب مکفول عنہ (مدیون) یا خود کفیل، مکفول بہ (قرض) کی ادائیگی مکفول لہ (قرض خواہ) کو کر دے۔

ابراء :(Release) جب مکفول لہ کفیل یا مکفول عنہ کو اس ذمے داری سے بری کر دے یا معاف کر دے۔

حوالہ :(Novation) اگر مکفول لہ، کفیل پر اپنے حق کو کسی اور شخص پر حوالہ کر دے، تو اس سے کفیل کی ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔

فوتگی : کفالت بالنفس (حاضری کی ضمانت) کی صورت میں، اگر مدیون یا کفیل فوت ہو جائے، تو حاضری کی ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے، اگرچہ مال کی کفالت باقی رہتی ہے۔

حق کی واپسی : جب مکفول بہ کا حق کسی وجہ سے ساقط ہو جائے (جیسے مقروض اور قرض خواہ کا ایک ہی شخص بن جانا۔

کفالت پر اجرت لینے کا شرعی حکم اور فقہی دلائل

مذکورہ بالا تمہیدات کے بعد اب ہم اپنے اصل مسئلہ کو زیرِ بحث لانے کی پوزیشن میں آ گئے ہیں۔ اس مضمون کا بنیادی سوال عقد کفالت پر اجرت لینے کا جواز یا عدمِ جواز پر غور کرنا ہے۔

کفالت کی بنیادی شرعی نوعیت

چنانچہ شریعت اسلامی میں کفالت کو بنیادی طور پر عقدِ تبرع (Gratuitous Contract) سمجھا جاتا ہے۔ تبرع کا مطلب ہے کہ یہ معاہدہ محض احسان، نیکی اور باہمی تعاون کے جذبے کے تحت کیا جاتا ہے، اور اس کا مقصد مالی منفعت حاصل کرنا نہیں ہے۔ جب یہ بات واضح ہے کہ کفالت ایک تبرعی عقد ہے، کاروباری نقطہ نظر سے اس کا ایقاع اس کی بنیادی روح کے خلاف ہے، اس لیے شرعی روسے کفیل کے لیے کفالت بالنفس یا کفالت بالمال یا کفالت بالدرک غرض کسی بھی کفالت پر اجرت طے کرنا یا اجرت کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہو گا۔

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

والکفالۃ من عقود التبرع فلا یصح اخذ العوض علیہا[13]

ترجمہ:۔ کفالت تبرع کے عقود میں سے ہے، اس لیے اس پر اجرت یا عوض لینا جائز نہیں ہے۔

اس لیے کہ اگر کفیل کوئی فیس لے کر کسی قرض کی ضمانت لیتا ہے، تو یہ ایک طرح سے اپنی ساکھ یا ذمہ داری (Credit) کو ایک فیس کے عوض بیچنے کے مترادف ہے۔ اگر کفیل، قرض کی ادائیگی کے لیے، مکفول لہ کو مکفول بہ (قرض کی رقم) سے زیادہ کی رقم کا مطالبہ کرے (جس میں فیس شامل ہو)، تو یہ ربا کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ درحقیقت دین کو دین کے عوض معاوضے کے ساتھ بیچنے کے مشابہ ہو جاتا ہے، جو شرعاً ممنوع ہے۔

اور اگر اسے اجارہ سمجھا جائے تو یہ دراصل پیسوں کی ذمہ داری کے بدلے پیسہ لینے کے مترادف ہے، جو ربا کا دروازہ کھولتا ہے۔ اجارہ صرف منافع (خدمات) پر جائز ہے، نہ کہ ذمہ داری پر، کیونکہ ذمہ داری لینا کوئی عمل نہیں کہ اس پر اجرت لی جاسکے۔ نیز اس کے عدم جواز کی ایک وجہ یہ ہے کہ اگر اسے بیع سمجھا جائے تو ضمانت دی گئی رقم (مکفول بہ) چونکہ ادائیگی کے وقت تک نامعلوم (Uncertain) رہ سکتی ہے کہ آیا ادائیگی کرنی پڑے گی یا نہیں، اس لیے اس میں فاحش غرر لازم آئے گا، جو بیع کو فاسد کر دیتا ہے۔

اجرت کے متبادل: اخراجات اور خدمات کی فیس

تاہم کفالت اور ضمانت کے ساتھ اگر عملی نوعیت کی سرگرمی بھی پائی جاتی ہو تو کفیل اس عملی نوعیت کی کارکردگی پر اجرت طے کر کے لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کفیل کو اس ذمہ داری ادا کرنے پر کچھ اخراجات کرنے ہوتے ہیں، یا اس کی اشیاء اس میں صرف ہوتی ہوں تو وہ ان اخراجات کی واپسی کا مطالبہ یا اپنی اشیاء صرف کی قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

لہٰذا کفالت پر براہ راست اجرت لینا تو ممنوع ہے، لیکن اس سے متعلقہ خدمات پر فیس لینا جائز ہے۔ یہ فیس کفیل کی ذمہ داری (Risk Taking) کے بدلے نہیں لی جاتی، بلکہ دستاویزات تیار کرنے، اور قانونی کارروائی کی نگرانی کرنے جیسی انتظامی محنت کے عوض لی جاتی ہے۔

اسی طرح کفالت کے ساتھ اگر کفیل کو گاہک کے لیے عملی نوعیت کی خدمت سرانجام دینا ہو تو اس معین خدمت انجام دینے پر متعین اجرت وصول کرتا ہے۔

انتظامی اور دفتری اخراجات

البتہ یہاں یہ امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ جب کفیل اپنی محنت وخدمت کا معاوضہ نہ لے رہا ہو، بلکہ کفالت میں ہونے والے اخراجات وصول کر رہا ہو تو اس کے لیے لازم ہو گا کہ اس پر صرف حقیقی اخراجات ہی وصول کرے، حقیقی اخراجات سے زیادہ وصول کرنے کا اس کے لیے ممنوع ہی ہو گا۔

خلاصہ

اصولی طور پر، اجرت برائے ضمانت (Risk Premium Fee) حرام ہے، کیونکہ یہ عقدِ تبرع کو عقدِ معاوضہ میں بدل کر ربا یا غرر کی طرف لے جاتی ہے۔ لیکن، اجرت برائے خدمت یا عمل (Service/Processing Fee) جائز ہے، بشرطیکہ وہ فیس حقیقی انتظامی اخراجات کے مساوی ہو اور عقدِ اجارہ یا کے اصولوں کے تحت لی جائے۔

کفالت پر اجرت کی مروجہ ملکی و بین الاقوامی صورتیں اور شرعی تجزیہ

جدید تجارت اور بین الاقوامی مالیاتی لین دین میں کفالت کی مختلف اشکال رائج ہیں، جن کا تفصیلی شرعی تجزیہ ضروری ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی اداروں نے ان صورتوں کو شرعی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے معیارات بھی مرتب کیے ہیں۔ ذیل میں مروجہ چند صورتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

بینک گارنٹی

بینک گارنٹی تجارتی کفالت کی سب سے زیادہ استعمال ہونے والی شکل ہے۔ اس میں بینک کفیل کا کردار ادا کرتا ہے، مستفید (Beneficiary) مکفول لہ ہوتا ہے، اور کسٹمر (گارنٹی کی درخواست کرنے والا) مکفول عنہ ہوتا ہے۔ بینک گارنٹی یقینی بناتی ہے کہ اگر کسٹمر اپنے معاہدے کی شرائط پوری کرنے میں ناکام رہے تو بینک ادائیگی کرے گا۔

شرعی نکتہ نظر: بینک گارنٹی پر جو کمیشن لیا جاتا ہے، اس پر شدید بحث ہوتی ہے۔ اسلامی فقہ کونسل (مجمع الفقہ الاسلامی) اور AAOIFI کا متفقہ موقف یہ ہے کہ اگر یہ کمیشن رسک اٹھانے کے بدلے لیا گیا ہے (یعنی اجرت برائے ذمہ داری) تو وہ ناجائز ہے۔ البتہ، بینک یہ کمیشن ضمانت جاری کرنے سے متعلقہ حقیقی خدمات (دستاویزات، مالی تجزیہ، کریڈٹ چیک، قانونی مشاورت وغیرہ) کی اجرت برائے خدمات کے طور پر لے سکتا ہے، بشرطیکہ یہ فیس اصل اخراجات سے زیادہ نہ ہو اور نفع کمانے کا ذریعہ نہ بنے۔

لیٹر آف کریڈٹ

لیٹر آف کریڈٹ (Letter of Credit) بین الاقوامی تجارت میں ادائیگی کی ضمانت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگرچہ L/C بنیادی طور پر وکالہ (Agency) کا عقد ہے، لیکن اس میں ادائیگی کی ضمانت کا پہلو بھی شامل ہوتا ہے۔ چونکہ L/C ایک پیچیدہ مالیاتی آلہ ہے، اسلامی مالیاتی ادارے اس کی ضمانت کے پہلو کو براہ راست کفالت کے تحت لانے سے گریز کرتے ہیں۔ اس کے بجائے، وہ L/C کے اجراء کے لیے وکالہ بل اجرت (Paid Agency) یا مرابحہ جیسے ماڈل استعمال کرتے ہیں۔ وکالہ کے تحت، بینک کو دستاویزات کی جانچ پڑتال اور ترسیل کی خدمات فراہم کرنے پر فیس لینے کی اجازت ہوتی ہے، اور اصل ذمہ داری کو پھر بھی تبرع کے اصول پر برقرار رکھا جاتا ہے۔

کریڈٹ کارڈز اور چارج کارڈز

کریڈٹ کارڈز ایک ایسی عصری شکل ہیں جو کفالت (ضمانت) اور قرض (قرض) دونوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

کریڈٹ کارڈ میں بینک کی کفالت کی نوعیت

کریڈٹ کارڈز میں، بینک تاجر (مکفول لہ) کو کارڈ ہولڈر (مکفول عنہ) کی طرف سے کی گئی خریداریاں کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ کفالت بالمال کی ایک شکل ہے۔ کارڈ ہولڈر کا ذمہ بینک کی ضمانت کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ AAOIFI نے بھی اپنے شریعہ معیار نمبر 2 میں ڈیبٹ کارڈ، چارج کارڈ، اور کریڈٹ کارڈز کے معاملات پر رہنمائی فراہم کی ہے ۔

کریڈٹ کارڈز پر اجرت (فیس) لینے کا حکم اور علماء کی آراء

علماء کی اکثریت کریڈٹ کارڈز کے عدم جواز کی قائل ہے، خصوصاً اگر ان میں تاخیر کی صورت میں سودی شرط شامل ہو ۔

عدم جواز کی وجوہات:

صلب عقد میں سود کی شرط : کریڈٹ کارڈ کا نظام بینک کی طرف سے دیے گئے قرض پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر کارڈ ہولڈر وقت پر ادائیگی نہ کرے تو بینک سود (ربا) چارج کرتا ہے۔ چونکہ سود کی شرط عقد کے بنیادی جزو میں شامل ہوتی ہے، لہٰذا پورا عقد شرعی اصولوں سے متصادم ہو جاتا ہے، اور اس ضمن میں دی گئی کفالت بھی قابلِ اعتراض ہو جاتی ہے ۔

سد الذریعہ کا اطلاق : علماء نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ کارڈ ہولڈر کے سودی لین دین میں پڑنے کا عمومی تعامل (Prevalence of usage) بہت زیادہ ہے ۔ چونکہ یہ نظام عام طور پر لوگوں کو ربا میں ملوث ہونے کا ذریعہ بنتا ہے، اس لیے شرعی اصول سد الذریعہ (Blocking the Means to Evil) کے تحت اس نظام کی مکمل کفالت کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

اگر کارڈ پر سالانہ چارجز لیے جاتے ہیں اور وہ چارجز صرف انتظامی اخراجات سے زیادہ ہوں، تو وہ اجرت برائے ضمانت (Risk Fee) کے زمرے میں آئیں گے، جو ممنوع ہے ۔

عالمی اسلامی مالیاتی ادارے اور ضمانتیں

بین الاقوامی معیار ساز اداروں نے تجارتی ضروریات اور شرعی تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایوفی کے معیار نمبر 5 برائے ضمانات کا تفصیلی جائزہ

AAOIFI (Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions) نے شریعہ معیار (SS 5) میں ضمانتوں کے بارے میں واضح ہدایات جاری کی ہیں۔ AAOIFI نے اس بنیادی اصول کو برقرار رکھا ہے کہ ضمانت (Kafalah/Daman) عقدِ تبرع ہے اور اس پر براہ راست فیس یا معاوضہ لینا جائز نہیں ۔

لچک اور حل AAOIFI : یہ اجازت دیتا ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے کفالت جاری کرنے کے عمل سے متعلقہ انتظامی اور حقیقی اخراجات کی فیس لے سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ادارہ کفیل بننے کے لیے قانونی کارروائی، دستاویز سازی، اور کریڈٹ رسک کا تجزیہ کرنے جیسی خدمات فراہم کرتا ہے۔ یہ فیسیں خدمات کی اجرت کے تحت آتی ہیں، نہ کہ ذمہ داری کی اجرت کے تحت۔ اس طرح، AAOIFI نے تبرع کے اصول کو برقرار رکھتے ہوئے، اداروں کو آپریشنل اخراجات پورے کرنے کی اجازت دی ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی کا تجارتی ضمانتوں پر اجرت کا موقف

مجمع الفقہ الاسلامی (Islamic Fiqh Academy) نے بھی تجارتی ضمانتوں پر اجرت کے عدم جواز کی حمایت کی ہے۔ تاہم، تجارتی ضروریات کے پیش نظر، مجمع نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ضمانت کے اجراء اور دیکھ بھال سے متعلقہ خدمات کی اجرت لینا، اگر وہ خدمات واضح طور پر متعین ہوں اور اجرت اس خدمت کے مطابق ہو، تو جائز ہے۔ یہ موقف بین الاقوامی اسلامی مالیاتی معیاروں میں عام ہے۔ یہ دراصل اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے تجارت کو ممکن بنانے کے لیے عقود کی تقسیم (Splitting of Contracts) کا رجحان ہے۔

اجرت کا شرعی متبادل

چونکہ براہ راست ضمانت پر اجرت لینا جائز نہیں، اسلامی مالیات نے تجارتی خطرات کو سنبھالنے کے لیے متبادل ماڈلز تیار کیے ہیں۔

تکافل اور باہمی تعاون کے فنڈز بطورِ ضمانت

تجارتی ضمانتوں اور نقصان کے خلاف گارنٹیوں کے متبادل کے طور پر تکافل (Islamic Insurance) ماڈل استعمال کیا جاتا ہے۔ تکافل بنیادی طور پر باہمی تعاون (Mutual Cooperation) کے اصول پر مبنی ہے۔ یہ روایتی انشورنس سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس میں شرکاء ایک کنٹری بیوٹری فنڈ (Contributory Plan) میں حصہ ڈالتے ہیں اور کسی بھی نقصان کی صورت میں اسی فنڈ سے ادائیگی کی جاتی ہے۔ یہ درحقیقت ایک شخص کی طرف سے دوسرے کے لیے ضمانت لینے کے بجائے، ایک گروپ کی طرف سے نقصان میں باہمی امداد کا معاہدہ ہے۔

تکافل کی افادیت: یہ فنڈز تجارتی اور طبی انشورنس کے متبادل کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ ماڈلز عام طور پر سادہ ہوتے ہیں اور ٹیکس میں چھوٹ (Tax Benefits) بھی فراہم کرسکتے ہیں، ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ ان میں عموماً ری-تکافل (Re-Takaful) کا آپشن دستیاب نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے یہ روایتی انشورنس کمپنیوں کی نسبت کم مستحکم ہوسکتے ہیں۔ اس لیے، شرعی طور پر جائز ہونے کے باوجود، ان کی مالیاتی استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ریگولیٹری معاونت ضروری ہے۔

ضمانت کی اجرت کا متبادل: وکالۃ بالاجرۃ یا ہبہ مشروطہ کا ماڈل

جدید اسلامی بینکنگ میں، ضمانت کی سروسز فراہم کرنے کے لیے وکالہ بل اجرت (Paid Agency) کا طریقہ عام ہے۔ اس ماڈل میں، بینک ضمانت جاری کرنے کے لیے گاہک کی طرف سے ایک ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے، اور اس وکالت پر فیس (وکالہ فیس) لیتا ہے۔

ماڈل کا نفاذ: بینک واضح طور پر اعلان کرتا ہے کہ اصل ذمہ داری قبول کرنا تبرع) بغیر معاوضے کے (ہے، لیکن بینک کی انتظامی محنت اور وسائل کا استعمال وکالہ کے تحت قابلِ اجرت ہے۔ اس طرح، بینک اپنے آپریشنل اخراجات پورے کرلیتا ہے جبکہ شرعی اصول کی پابندی بھی برقرار رہتی ہے۔ اس میں اصل تبرع کے اصول کو برقرار رکھنے اور کمرشل عملداری کو یقینی بنانے کے لیے عقود کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

تحقیق کے نتائج کا خلاصہ

اس تحقیقی مقالے کے جامع تجزیے کے بعد کفالت کے تصور، اس کے فقہی احکام اور عصری تطبیقات کے حوالے سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں:

بنیادی نوعیت: کفالت شرعی طور پر عقدِ تبرع (Gratuitous Contract) اور احسان ہے، جس کا مقصد باہمی تعاون اور قرض خواہ کے حق کو پختہ کرنا ہے۔

فقہی اختلافات : فقہی مذاہب میں بنیادی اختلاف کفالت کی تعریف پر مبنی ہے۔ حنفیہ اسے "ضم الذمۃ الی الذمۃ" مانتے ہیں، جس کی بنا پر وہ مکفول عنہ کی ادائیگی پر قدرت کو شرط قرار دیتے ہیں، جبکہ جمہور (مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) حدیث ابو قتادہؓ کی روشنی میں اسے محض التزام اور احسان قرار دیتے ہیں، اور مدیون کی قدرت کو شرط نہیں مانتے۔ جمہور کا یہ موقف جدید تجارتی نظام میں دیوالیہ یا غیر حاضر مدیون کی ضمانت کے لیے زیادہ لچک دار ہے۔

لزوم کا اصول : کفالت کفیل پر لازم ہوتی ہے اور اسے یک طرفہ طور پر منسوخ کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا، جو جدید Irrevocable Bank Guarantees کی شرعی بنیاد ہے ۔

اجرت کا حکم : کفالت کے بنیادی اصول کی رو سے، کفیل کو اس ضمانت کی ذمہ داری (Risk) کے بدلے براہ راست اجرت لینا شرعاً ممنوع ہے، کیونکہ یہ عمل عقد کو معاوضے میں بدل دیتا ہے اور ربا (سود) کی آمیزش کا خطرہ پیدا کرتا ہے۔

اجرت کا متبادل : تجارتی ضرورت کے تحت، کفالت سے متعلقہ دفتری، انتظامی، اور قانونی خدمات پر اجارہ یاجِعالہ کے تحت فیس لینا جائز ہے، بشرطیکہ یہ فیس اصل ضمانت کے خطرے کے بدلے نہ ہو بلکہ صرف خدمات کی لاگت کو پورا کرے ۔ AAOIFI کے معیارات بھی اسی تفریق کو اپناتے ہیں ۔

عصری اطلاق : کریڈٹ کارڈز سے منسلک کفالت، چونکہ بنیادی طور پر سودی شرائط پر مبنی قرض کے نظام کا حصہ ہے، اس لیے علماء نے سد الذریعہ کے اصول کے تحت اسے ناجائز قرار دیا ہے ۔

عصری ضمانتوں کو شرعی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے سفارشات

اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ تجارتی ضمانتوں کے لیے ایسے ماڈلز کو اپنائیں جو فقہی اصولوں کی مکمل پابندی کو یقینی بنائیں۔

1۔۔۔ماڈل کی شفافیت اور تفریق : مالیاتی اداروں کو لازم ہے کہ وہ بینک گارنٹیوں یا دیگر تجارتی ضمانتوں کے معاملے میں واضح اور شفاف انداز اپنائیں۔ کفالت (تبرع) اور انتظامی خدمات (اجارہ) کے معاہدوں کو قانونی طور پر جداگانہ دستاویزات میں نمایاں کیا جائے، تاکہ گاہک کو معلوم ہو کہ وہ کس چیز پر فیس ادا کر رہا ہے اور کون سا پہلو احسان کے تحت ہے۔ یہ شفافیت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ انتظامی فیس کو براہ راست رسک پریمیم کے طور پر پیش نہ کیا جائے۔

2۔۔۔ فیس کی معقول حد بندی اور ریگولیشن : مرکزی بینکوں اور اسلامی مالیاتی ریگولیٹری اداروں (جیسے AAOIFI) کو انتظامی فیسوں کی شرح کے لیے معقول حدود مقرر کرنی چاہییں۔ فیس صرف حقیقی اور واجب الادا اخراجات کا احاطہ کرے اور اسے بینکوں کے لیے نفع کمانے کا ذریعہ نہ بنایا جائے، تاکہ فیس کو اجرت برائے ذمہ داری) جو کہ ممنوع ہے) میں تبدیل ہونے سے روکا جا سکے۔ اس طرح کے ضوابط سے سد الذریعہ کے اصول کی پابندی بھی ہو جائے گی۔

3۔۔۔ باہمی نظام اور تکافل کا فروغ : تجارتی ضمانتوں اور پرفارمنس بانڈز کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے باہمی امداد پر مبنی صندوق کفالہ (Guarantee Funds) یا تکافل ماڈلز کو چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کے لیے وسیع پیمانے پر فروغ دیا جائے۔ ان نظاموں کی مالی استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ریگولیٹری فریم ورک کو مضبوط کرنا اور بین الاقوامی سطح پر ری-تکافل کے مؤثر آپشنز فراہم کرنا ضروری ہے۔ یہ ماڈل نقصان کے خلاف ضمانت کی ممانعت کا ایک مؤثر شرعی متبادل فراہم کرتے ہیں ۔

4۔۔۔سودی معاہدوں سے منسلک کفالت کا ترک :چونکہ شریعت میں سد الذریعہ کا اصول نافذ ہے، تمام اسلامی مالیاتی اداروں کو سودی معاہدوں، جیسے روایتی کریڈٹ کارڈز، یا ربا پر مبنی دیگر قرضوں سے منسلک کسی بھی قسم کی کفالت یا ضمانت سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ اصل عقد کے فاسد ہونے کی صورت میں معاون عقود کا جواز باقی نہیں رہتا۔ اسلامی بینکوں کو کریڈٹ کارڈز کے لیے صرف ایسے ماڈلز (جیسے چارج کارڈ یا ڈیبٹ کارڈ) استعمال کرنے چاہییں جن میں قرض یا سود کی شرط سرے سے موجود نہ ہو۔

حوالہ جات

[1] شوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر، بیروت، لبنان، دارا لکنز، ج7، ص163

[2] القرآن:3؛37

[3] القرآن؛12: 72

[4] الفرغانی المرغینانی برہان الدین، أبو الحسن، علی بن أبي بكر بن عبد الجليل، الهداية في شرح بداية المبتدی۔ ص:87۔ ج:3۔ (المتوفى:۵۹۳ھ۔ الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت – لبنان)

[5] کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج6 ص74، دارا لکتب العلمیہ، بیروت

[6] علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی 587ھ) دار لکتب العلمیہ، بیروت، ج؛7ص120

[7] ایضا؛ج6، ص50

[88] السرخسی، شمس الائمہ محمد بن احمد، المبسوط، ج22 ص71، دارالمعرفۃ، بیروت

[9] القرآن؛28: 26

[10] القرآن؛12:72

[11] محمد بن اسماعیل البخاری، الصحیح البخاری (دار طوق النجاۃ ریاض) باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز، حدیث:2295

[12] ایضا

[13] ابن نجیم مصری، البحر الرائق، دارالکتب العلمیۃ، ج7 ص69